

گداگری کے خاتمہ کے لئے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات

از: ڈاکٹر محمد ہما یوں عباس شمس

شعبہ اسلامیات جی سی یونیورسٹی لاہور

تعلیمات نبوی کے احسانات میں سے یہ بھی انسانیت پر احسان کہ انسان کو کائنات میں اس کے مقام و مرتبہ سے آشنا کرایا، ﴿ولقد کرمنا بی آدم﴾، کا تاج کرامت ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾ کا حسن ازلي، حامل امانت الہی خالق و ملائکہ کی صلوٰۃ کا مستحق اور محظوظ الہی کا مقام بلند، اسی انسان کو عطا ہوا، زمین و آسمان کی ساری صلاحیتیں اسی کے لئے ہر لمحہ سرگرم عمل ہیں، یہی مخدوم کائنات ہے، ان فضائل و مکالات کی بناء پر انسان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنا ضروریات کی تکمیل کے لئے اپنے ہی جیسے انسان کے سامنے دست سوال دراز کرے، گداگری کا نہ جانے آغاز کب ہوا لیکن یہ انسانیت کے لئے بد نماد جب ہے، نبی کریم ﷺ نے انسانیت سے اس کا لک کو دور کیا۔ آپ نے انسان کی ان تمام نفیتی الجھنوں کو حل فرمایا جو اس انسانیت سوز پیشہ کا محرک بنتی ہیں۔ گداگری کے انسداد کے لئے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

گداگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات

(۱) سوال کرنے کی مذمت:

نبی کریم ﷺ نے سوال کرنے کو اس قدر موم قرار دیا کہ صحابہ اپنی ضروریات کے لئے بھی دوسروں سے جائز سوال کو مناسب خیال نہ کرتے۔ حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہم نو، آٹھ یا سات آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے اور ہم نے انہی دنوں آپ سے بیعت کی تھی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا: تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ﷺ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔

آپ نے پھر فرمایا تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے! عوف کہتے ہیں ہم نے ہاتھ بڑھا دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ۔ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں، اب کس چیز کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا اس بات کی کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے اور پانچ نمازیں پڑھو گے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ سے فرمائی ”ولاتسئلalon الناس شيئاً“: اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔

حضرت عوف کہتے ہیں میں نے بیعت کرنے والے اس گروہ کے بعض ساتھیوں کو دیکھا کہ ”یسقط سوط احدهم فما یسال احد ان یناله ایاہ“، اگر ان کا چاہک بھی گرجاتا تو وہ کسی سے اس کے اٹھا کر دینے کا سوال نہ کرتے (۱)۔

نبی کریم ﷺ نے گداگری کے گھناوے نے اثرات کو بیان کرتے ہوئے یہ خبر بھی سنائی کہ سوال کرنے والے کے چہرے سے حسن و نور بھی غائب ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایسا آدمی جب بارگاہ الہی میں حاضر ہو گا تو ”ولیس فی وجہه مضفة لحم“ اس

گدأُگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات

کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا (۲)۔

ایک اور روایت میں آپ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنا مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے مانگتا ہے تو وہ انگاروں کا سوال کرتا ہے خواہ کم کرے یا زیادہ (۳)۔

ایسے آدمی کے لئے اس چیز کو واضح فرمادیا کہ مانگنے والا کبھی سیر نہیں ہو سکتا۔

”کانک الذی یأكل ولا یشبع“ -

ان تنبیہات کے بعد انسان بھوکا رہنا گوارہ تو کر سکتا ہے

کسی کے سامنے سوال دراز کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

امام غزالی نے سوال کو حرام قرار دیا اور حالت اضطرار میں مباح۔ وہ سوال کی حرام ہونے کی تین وجہ لکھتے ہیں:

۱۔ لوگوں سے سوال کرنا اللہ تعالیٰ سے شکایت ہے۔ جس طرح کسی کا غلام دوسرے سے سوال کرے تو اس کا مانگنا آقا کی ہٹک اور شکایت ہوتی ہے۔

۲۔ سوال میں انسان اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کے سامنے ذلیل کرتا ہے اور یہ مؤمن کے لئے جائز نہیں۔

۳۔ اکثر دینے والے کو سائل کے رویہ سے ایذا ہوتی ہے۔

(ب) عمل اور کسب و سعی کا حکم:

نبی کریم ﷺ نے فارغ الابالی اور کسل کو پسند نہیں فرمایا بلکہ کارگاہ حیات میں

گداگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات

مؤمن اپنی دنیا و آخرت کو سوار نے کے لئے مشغول و مصروف رہتا ہے۔ قرآن کریم بندہ مؤمن کی مشغولیت کو عمل صالح سے تعبیر کیا ہے۔ عمل صالح کی وضاحت حمید الدین فراہی نے ان الفاظ میں کی ہے: ”جو انسان کے لئے زندگی اور نشوونما کا سبب بن سکے اور جس کے ذریعہ سے انسان ترقی کے ان اعلیٰ مدارج تک پہنچ سکے جو اس کی فطرت میں ودیعت ہیں“ (۶)۔

قرآن نے ایک نہایت اہم نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے عمل صالح کتنا ہی صلاحیت بخش کیوں نہ ہو اگر اسکی جڑ میں ایمان نہیں تو وہ قابل قبول نہیں اس لئے ایمان اور عمل صالح کا ذکر اکٹھا آیا گویا عمل صالح اس ایمان کا شاہد ہوتا ہے جو دل میں مستور ہوتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے نماز جمعہ ادا کرنے سے پہلے کاروبار میں مشغولیت بیچتھی اور بعد میں یہی کسب و سعی ”فضل اللہ، بن گئی (۷)۔

قرآن کریم نے رزق حلال کے لئے کسب و سعی کے ساتھ ذکر کیا:

﴿وَالْأَخْرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَالْأَخْرُونَ يَقْاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (۸)۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں رزق حلال کے لئے جدوجہد کا مقام بڑا اور اونچا ہے کہ اس کو مجاہدین کے ساتھ شمار کیا گیا۔

اس ضمن میں مفسرین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جو شخص ایک شہر سے خوراک کا سامان کسی دوسرے شہر میں لے آتا ہے اور اس دن کے بھاؤ کے مطابق فروخت کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہداء کے مرتبہ کے برابر ہے، پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَالْأَخْرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾

گداگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات

واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ ﷺ (۹)۔

قرآن کریم میں تقریباً ۳۲۰ آیات ہیں جن میں عمل کی اہمیت، عامل کی مشغولیت اور جزاء ان کے حقوق و واجبات کا ذکر ہے۔ اس سے اسلام میں عمل کے مقام و مرتبہ کا تعین ہوتا ہے (۱۰)۔

نبی کریم ﷺ کا اس ضمن میں عملی نمونہ بھی یہی ہے کہ آپ خود ہاتھ سے کام کرتے اور اس کو پسند فرماتے۔ آپ نے چند قراری طبقہ اہل مکہ کی بکریاں چڑائیں (۱۱) مسجد نبوی کی تعمیر میں شریک ہوئے (۱۲)۔

غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی میں حصہ لیا (۱۳) آپ خود گھر کی صفائی فرمائیتے۔ اونٹ کو باندھ لیتے اور اپنے جانور کو چارہ بھی دیتے اور خدمت گار کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور آنانا گوندھنے میں اس کا ہاتھ بٹاتے اور بازار سے سودا بھی لے آتے۔ (۱۴)

ان عملی تعلیمات کے ساتھ ساتھ آپ کے ارشادات بھی ہیں جو رزق حلال کے لئے کسب و سعی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کارسی لے کر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے، ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھالا دکر لائے تو یہ سوال کرنے سے بہتر ہے (۱۵)۔

صحابہ نے آپ کے اسوہ حسنہ کا مشاہدہ کیا اور ارشادات کو ساتھ ان کی حالت یہ ہو گئی کہ کسل اور فارغ البالی کے ایام گزرنا پسند ہی نہ کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے کثرت روایات کا جب سبب دریافت کیا تو آپ نے صحابہ کی مشغولیات و مصروفیات کی طرف اجمالاً اشارہ کیا۔ مہاجرین کے بارے میں فرمایا کہ وہ بازار میں مشغول رہتے ہیں اور انصار کا بتایا کہ وہ کھیتوں اور باغات میں کام کرتے ہیں (۱۶)۔

گدا اگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت بیان کی کہ ان کے جسم سے بوآتی اور کہا جاتا ہے کہ کاش وہ نہایت (۱۷) یہ تھاتر بیت نبوی کا اثر وہ آج کے پیران عظام اور علمائے کرام کی طرح دوسروں کے دست نگر بنانا چاہتے تھے اس لئے شدید مشقت کرتے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبد الرحمن بن عوف کے کاروبار، حضرت ابو بکر تجارت اور حضرت عمر کی بازار میں مشغولیت کا ذکر بھی ہے۔

مفتي محمد شفیع نے سورۃ النور کی آیت ۳۷ کی وضاحت کرتے ہوئے صحابہ کے طرزِ معیشت کے بارے میں لکھا ہے: ”اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام زیادہ تر تجارت پیشہ یا صنعت پیشہ تھے“ (۱۸)۔

اسی طرح امام بخاری نے حداد (برہمی)، خیاط (درزی، نسخ) (کپڑا بننے والا)، بخار (برہمی)، صائغ (سناڑ) سے متعلقہ مختلف روایات نقل کی ہیں جو انسان کو کسب و سعی کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ ہمارے ائمہ کے ناموں کے ساتھ مختلف پیشوں کی شبیثیں (جیسے براز، قفال، جصاص، قطان وغیرہ) بھی ظاہر کرتی ہیں کہ علم و عمل کے ان بلند سپوتوں نے عمل صاحب کا کیا جامع تصور لوگوں کی سامنے پیش کیا۔

امام شعرانی نے کیا خوب کہا: ”کیا ہی اچھا ہو کہ درزی اپنی سوئی کو اور برہمی اپنی آری کو تسبیح بنالے“ (۱۹)۔

تعلیمات نبوی ﷺ نے ان تصورات و نظریات کی بیخ کرنی کر دی جو انسان کے عمل کسب و سعی میں رکاوٹ بنتے ہیں:

۱۔ ایک رکاوٹ توکل علی اللہ کی غلط تعبیر و تشریع ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں توکل، کسب و سعی اور نتیجہ اللہ پر چھوڑنا ہے نہ کہ کسب و سعی سے دستبردار ہونا۔

- ۲۔ دین اور دنیا کی تفریق کی آڑ میں ترک دنیا کو انہائی ناپسندیدہ قرار دیا۔ بلکہ محنت و مشقت کر کے رزق حلال کمانا عبادت میں شمار کیا اور حسنات آختر کے ساتھ حسنات دنیا طلب کرنے کی تلقین کی۔
- ۳۔ لوگوں نے الفقر فخری کو باعث ثواب جانا لیکن آپ ﷺ نے فتنہ فقر سے پناہ مانگی (۲۰)، پس اسلام نے ان رکاوٹوں کو تو دور کیا جو انسان کو رزق حلال کی سعی سے روکنے کا ذریعہ بنتی ہیں لیکن عزت و وقار کا سودا کر کے کام کے گدائی پھیلانا پسند نہ کیا۔
- ۴۔ لوگ اپنی کامیابی اور سستی کی وجہ سے سفر کرنے گریز کرتے ہیں لیکن تعلیمات نبوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سفر کو رکاوٹ نہ سمجھا جائے بلکہ کامیابی و کامرانی کا ذریعہ سمجھا جائے۔ ایک حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک فرد کے دریائی سفر کا ذکر کیا۔ امام بخاری نے اس روایت کے لئے جو عنوان قائم کیا وہ ہے ”التجارة في البحر“ یعنی تجارت کیلئے بحری سفر کرنا۔ پس کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک فرد کا واقعہ امت کو ترغیب دلانے کے لئے بیان کیا۔ اس پر خشکی اور ہوائی سفر قیاس کئے جاسکتے ہیں۔

پس اسلام نے ان رکاوٹوں کو تو دور کیا جو انسان کو رزق حلال کی سعی سے روکنے کا ذریعہ بنتی ہیں لیکن عزت و وقار کا سودا کر کے کام کے گدائی پھیلانا پسند نہ کیا۔

عصر حاضر کے تناظر میں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ عمل اور کسب و سعی و طرح کی ہیں اور دونوں تعلیمات نبوی سے ثابت ہیں:

۱۔ عمل بالید: یعنی ہاتھ سے کام کرنا اور تجارت و صنعت و حرف۔

حدیث میں ہے: ”ما اکل احد طعاماً قط خيراً من ان يأكل من عمل يده“، کسی نے ہرگز اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے۔

گداگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات

اور اس کے لئے ایک جلیل القدر نبی کی نظیر پیش کر کے عمل بالید کی عمرانی زندگی میں اہمیت و عظمت واضح فرمادی۔

”وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلٍ يَدِهِ۔“

بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ امام بخاری نے اس روایت کے باب کا عنوان قائم کرتے ہوئے بھی اپنی فطری فقاہت کا ثبوت دیا۔ باب ہی اس سلسلہ میں تعلیمات نبوی کو مبرہن کر رہا ہے۔ عنوان یہ ہے: ”کسب الرجل و عملہ بیدہ۔“

ذہنی و فکری عمل:

اس دور میں Think Tank کی اصطلاح رائج ہوئی۔ اسلام نے شروع ہی سے غور و فکر کی تلقین فرمائی۔ قرآن کریم نے مختلف انداز سے دعوت فکر دی اور اس کے لئے وہ تمام الفاظ استعمال کئے جو انسانوں کو اس فکری کام کی طرف متوجہ کر سکتے تھے۔ مادہ عقل کے مشتقات کی تعداد ۳۹ ہے۔ (۲۲ مرتبہ ﴿يَعْقُلُون﴾، ۲۲ مرتبہ ﴿تَعْقِلُون﴾ اور عقولہ، نعقل، يعقلها ایک ایک مرتبہ آئے ہیں)، تدریکالفاظ ۲۷ مرتبہ، تفکر ۶ مرتبہ، تفقہ ۲۰، تذکر ۲۶۹ مرتبہ استعمال ہوئے جو ساکنان زمین کو مخلوقات میں انتہائی گیرائی و گہراوی سے دعوت غور و فکر دے رہے ہیں۔ اس فکری مشقت کو انجام دینے والے لوگوں کو اولاد الباب Men of Intelect قرآن میں یہ لفظ ۱۶ آیات میں آیا ہے) قرار دیا۔ (لب خالص عقل کو کہتے ہیں۔ مجدد الدین فیروز آبادی لکھتے ہیں ”کل لب عقل، وليس كل عقل لباً“ جلد ص ۲۳۱)۔

گدأگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات

عمل بالفکر کی اہمیت اور اسلام میں اس کا مقام واضح کرتے ہوئے عبد اللہ فہد لکھتے ہیں:

"The rational thinking in Islam is treated as one of the religious obligations of Muslim Ummah while the intellectual activities are considered as their unavoidable duties".

ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس دور میں فکری ارتقاء باطن سے خارج کی طرف ہے جو بیجان خیز مادی قدروں کو جنم دے رہا ہے جبکہ اسلامی فکری ارتقاء روحانی قدروں کو جنم دیتا ہے اور کائنات کی بے کران و سعتوں میں تدبیر، تفکر اور تعقل سے ایمان کا نور بڑھانے کی تلقین کرتا ہے۔ اسی کے نتیجہ میں "علم نافع" وجود میں آتا ہے۔ اقبال نے اس نکتہ کی وضاحت یوں کی ہے۔

فقرقر آں اختلاط ذکر و فکر
فکر را کامل ندیدم جذب ذکر

(ج) نفیاتی طریقہ سے خاتمہ کے لئے اقدامات:

رحمت عالمیاں ﷺ انسان کی نفیاتی خامیوں اور کوتاہیوں سے آگاہ تھے۔ انسان فطری طور پر عزت و وقار اور معاشرہ میں مقام و مرتبہ کا خواہاں ہے۔ اسی لئے آپ نے گدأگری کے انسداد کے لئے اس پہلو سے بھی تدارک کیا۔ صاحب جو امعن الکم نے ایک ہی

جملہ میں گدائگری کے نہ ملت بھی فرمادی اور عزت و وقار کے تحفظ کا طریقہ بھی ارشاد فرمادیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر صدقہ کا وعظ فرمائے تھے اور سوال نہ کرنی کی لصحت کر رہے تھے اس وقت آپ نے فرمایا ”الید العلیا خیر من الید السفلی، والید العلیا المنفقة والسفلی السائلة“ (۲۱)۔

اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نچلا ہاتھ سوال کرنے والا ہے،

یہ وہ انداز فکر ہے جو شیع امت ﷺ نے ہمیں عطا فرمایا۔ علاوہ از یں صدقات و خیرات کے فضائل میں آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ بھی اسی نفیاتی پہلو کا حصہ ہے۔

صلدر جی اور قرابت داری کا خیال:

معاشرتی سطح پر تعلیمات نبوی میں یہ امر واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ آپ ﷺ نے صاحب حیثیت افراد کے لئے یہ لازم قرار دیا کہ وہ صدقات واجبه و نافلہ کا آغاز اپنے قربی افراد خاندان سے کریں اس طریقہ سے کسی بھی معاشرہ میں ضرورت مند اور محتاج افراد باقی نہیں رہتے۔ صحیح مسلم کے ایک باب کا عنوان ”فضل النفقۃ والصدقة على الاقربین والزوج والآولاد والوالدين ولو كانوا مشركين“ کہ اقرباء خاوند اولاد اور والدین پر خرچ کی فضیلت خواہ وہ مشرک ہوں۔ اس باب سے واضح ہوتا ہے کہ قربی ضرورت مند افراد پر خرچ کرنے کا اجر وہ رہا ہے ایک ثواب صلد جی کا اور دوسرا صدقہ کا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو باغ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور غم زادہ بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

معاشرتی فلاح و بہبود کے ضمن ضرورت مند سالکین کے خاتمہ کے لئے یہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

گداگری کے اسباب اور اسکی مختلف صورتیں:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے گداگری کے اسباب اور اسکی مختلف شکلوں پر لچپ گفتگو کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ”بعض پیشی ایسے ہیں جنہیں اپانے کے لئے ابتداء میں تھوڑی سی محنت اور کوشش کے علاوہ کچھ سیکھنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور کچھ لوگ لڑکپن میں انہیں سیکھنے سے غفلت بر جاتے ہیں یا کسی اور وجہ سے نہیں سیکھ سکتے۔ چنانچہ وہ کسی صنعت یا حرف سے واقف نہ ہونے کے سبب روزی نہیں کما سکتے۔ لہذا وہ دوسروں کی محنت کا پھل کھانے کے در پی ہو جاتے ہیں۔ اس طرح دو گھنیا پیشے معرض وجود میں آتے ہیں۔ ایک چوری اور ڈاک رزی، دوسرا بھیک مانگنا اور گداگری۔ عامۃ الناس چوروں اور گداگروں دونوں کے بارے میں محتاط رہتے ہیں اور ان سے اپنے والوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں گروہوں کو دوسروں کے والوں پر قبضہ کرنے کے لئے مختلف حیلے اور تدبیر سوچنی پڑتی ہیں۔

جہاں تک چوروں اور ڈاکوؤں کا تعلق ہے ان میں ایک تو وہ ہیں جو اپنے بہت سے ساتھی تلاش کر لیتے ہیں اور خود ان کے سراغنہ بن کر راہ زنی کرتے ہیں اور جو ان میں کمزور ہوتے ہیں وہ مختلف حیلوں مثلاً نقاب زنی وغیرہ کے ذریعے مال لوٹتے ہیں اور جہاں تک گداگروں کا تعلق ہے جب وہ دوسروں کا محنت سے کمایا ہوا مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ مشقت اٹھاؤ اور تم بھی دوسروں کی طرح کام کرو اور انہیں کچھ نہیں دیا جاتا تو وہ لوگوں کا مال اینٹھنے کے مختلف حیلے بہانے اختیار کرتے ہیں اور اپنی بیکاری کے مختلف عذر تلاش کرتے ہیں کچھ وہ ہیں جو اپنے بچوں کو ساتھ لیکر مکاری سے انہوں کی ایک جماعت بنا کر نکلتے ہیں تاکہ لوگ انہیں معذور جان کر کچھ دیں۔ کچھ وہ ہیں جو اپنے اپنے آپ کو انہیں یا پائیج

دیوانے یا بیمار ظاہر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے اندر جذبہ ترجم پیدا ہوا اور انہیں کچھ دے دیں، جو لوگوں کو تحریر کرنے والے بعض اقوال و افعال سیکھ لیتے ہیں جن سے لوگ متاثر ہو کر انہیں کچھ دے دیتے ہیں مثلاً تھامہ مخنوں نقل اتنا، شعبدہ بازی، مصکحہ خیز حرکات، عجیب و غریب اشعار، مقفى و سجع نثری کلام وہ اشعار جو دلوں کو بہت متاثر کریں یا وہ جو انسان کے سفلی جذبات کو ابھاریں، کچھ ایسے کام ہیں جن پر معاوضہ تو لیا جائے مگر وہ معاوضہ نہ سمجھا مثلاً تعویذات وغیرہ کا روبرو، جن کا بینچنے والا بچوں اور جاہل لوگوں کو دھوکہ سے یہ کہتا ہے کہ یہ تعویذات مختلف امراض کا مراد ہاں ہیں۔

یہ فال نکالنے والا، ستارہ شناس، رمال، ممبروں پر چڑھ کر مانگنے والے واعظ بھی انہیں لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کے دلوں کو مختلف حیلہ سازیوں سے متاثر کر کے ان سے روپیہ بٹوریں۔ مانگنے اور سوال کرنے کی یہ حیلہ سازیاں تعداد میں ہزار دو ہزار سے متباہز ہیں (۲۲)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تجزیہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی اتنا ہی سچا ہے جتنا کہ آپ کے زمانہ میں تھا۔

پیشہ ور گداگر اور حکومتی ذمہ داریاں

پیشہ ور گداگروں کے مختلف حیلوں بہانوں کا ذکر کرنے کے بعد علامہ غلام رسول سعیدی حکومتی ذمہ داری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”مقروظ کے لئے ادائیگی قرض کے واسطے سوال کی اجازت اس وقت ہے جب اس نے کسی جائز ضرورت کی وجہ سے قرض لیا ہو۔ اگر کسی گناہ کی خاطر قرض لیا ہے تو سوال کی اجازت نہیں، فاقہ زدہ کے لئے اس کی قوم کے تین ذی عقل آدمیوں کی گواہی بطور استحباب ہے ورنہ دو آدمیوں کی گواہی بھی کافی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشہ ور گداگری اسلام میں ناجائز ہے اور اسلامی حکومت پر فرض ہے کہ

پیشہ ور گداگروں کے خلاف قانونی کارروائی کرے۔ آج کل بعض لوگ مصنوعی طور پر اور بعض عمداً معذور بن جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ پیر خراب کر کے ایسی وضع اختیار کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ترس آئے اور زیادہ سے زیادہ بھیک ملے۔ ایمان کے بعد سب سے بڑی فضیلت سلامتی اعضاء ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس فضیلت کو ضائع کرتے ہیں اور کفر ان فضیلت کے مرتكب ہوتے ہیں۔ بعض لوگ میک اپ کا سہارا لے کر مصنوعی بیماریاں ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں، بعض مصنوعی طور پر نایبینا یا لینگٹرے بن جاتے ہیں ایسے تمام لوگوں کو گرفتار کر کے سخت سزا دینی چاہیئے تاکہ اس کروہ پیشہ کی حوصلہ شکنی ہو اور پیشہ ور گداگری کی لعنت کا خاتمہ ہو۔ (۲۳)۔

ایسے پیشہ ور لوگوں کے لئے حکومتی مداخلت کی تائید حضرت عمر کے اس طرزِ عمل سے ہوتی ہے: حضرت عمر نے ایک سائل کو سنا کہ مغرب کے بعد سوال کرتا تھا آپ نے کسی کو حکم دیا کہ اس کو کھانا دے دو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے اس کی آواز دوبارہ سنی تو پھر پوچھا کہ میں نے اس سائل کو کچھ دینے کے لئے کہا تھا۔ عرض کیا گیا کہ اسے کھانا دے دیا گیا تھا۔ آپ نے اس سائل کی جھوٹی دیکھی تو وہ روٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا تو سائل نہیں تاجر ہے۔ پھر جھوٹی لے کر زکاۃ کے اونٹوں کے سامنے ڈال دی اور سائل کو درے مارے۔“

حضرت امام غزالی نے آپ کے اس فیصلہ کو مدبرانہ اور فقیہانہ قرار دیا (۲۳)۔

حوالہ جات

- ١۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب النهي عن المسئلة
- ٢۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب الاستغفار عن المسئلة
- ٣۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب النهي عن المسئلة
- ٤۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب النهي عن المسئلة
- ٥۔ محمد غزالی امام احیاء العلوم (ترجمہ محمد احسن نانوتوی) مکتبہ رحمانیہ لاہور، جلد ۳، ص ۳۲۵-۳۲۶
- ٦۔ اصلاحی امین احسن، تذہب قرآن، فارن فاؤنڈیشن لاہور جلد ۸، ص ۵۳۶
- ٧۔ سورۃ الجمعۃ آیت ۹-۱۰
- ٨۔ سورۃ المزمل آیت ۲۰
- ٩۔ محمد کرم شاہ پیر ضیاء القرآن کیشنا لاہور جلد ۵ ص ۳۱۰
- ١٠۔ اعمل فی الاسلام، عیسیٰ عبدہ
- ١١۔ بخاری کتاب الاجارہ
- ١٢۔ علی ندوی، ابو الحسن۔ نبی رحمت۔ ادارہ نشریات اسلام کراچی ص ۲۵۷۔
- ١٣۔ نبی رحمت ص ۳۲۸
- ١٤۔ مصدر سابق ۵۹۹
- ١٥۔ صحیح بخاری کتاب البیوع صحیح مسلم کتاب الزکاة
- ١٦۔ صحیح البخاری کتاب البیوع

- گداگری کے خاتمہ کے لئے نبی ﷺ کی تعلیمات
مصدر سابق باب کسب الرجل و عملہ بیدہ ۲۷۔
- محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی جلد ۴، ص ۳۳۰۔ ۱۸۔
- القرضاوی، یوسف، اسلام اور معاشری تحفظ (ترجمہ عبدالحمید صدیقی) الہبر
پبلیکیشنز لاہور ص ۲۲۔ ۱۹۔
- صحیح مسلم کتاب الذکر، الدعوات و التعلوٰ ۲۰۔
- علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا میں ادارہ علوم اسلامیہ کے زیر اہتمام قرآن اور
سائنس سے متعلق ایک سینیار ہوا جس میں اردو اور انگریزی میں ۳۷
مقالات پڑھے گئے۔ درج بالا معلومات عبد اللہ فہد کے انگریزی مضمون
سے ماخوذ ہیں، جو انگریزی حصہ کے ۲۰۸-۲۲۳ صفحات پر محیط ہیں۔ ۲۰۔
- صحیح بخاری کتاب الزکاة باب بیان ان الید العلیا خیر۔۔۔ ۲۱۔
- اسلام اور معاشری تحفظ ص ۳۹-۵۰۔ ۲۲۔
- سعیدی، غلام رسول، شرح صحیح مسلم، فرید بک اشال لاہور جلد ۲، ص
۵۶۹-۹۲۶۔ ۲۳۔
- احیاء علوم الدین (مترجم) جلد ۲ ص ۳۷-۳۲۷۔ ۲۴۔
- سورۃ الانعام آیت ۳۸۔ ۲۵۔